© rasailojaraid.com

شورش کاشمیریؒ

عظمت موت کے دروازے پر

ٹوٹتی شب 22 فروری دو بج کر دس منٹ پر مرحوم دہلی میں مولانا ابوالکلام آزاد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ان کی موت ایک عظیم انسان کی موت ہی نہیں‘ ایک فقید المثال ادارے کی موت ہے۔ ایشیا کا سب سے بڑا مسلمان ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ ایک قافلہ جو نصف صدی سے بے راہ مسافروں کو گم شدہ منزلوں کا پتہ دیتا ہوا تاریخ کی شاہراہ پر چل رہا تھا۔ ایکا ایکی موت کی وادی میں داخل ہو گیا۔ وہ ہندوستان میں ابن تیمیہؒ، مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے فکر ونظر کا چشمۂ صافی تھا۔ جس کی سوتوں سے تشنہ دہانوں نے آب حیات کا مزہ پایا اور ویران زمینوں میں سبزہ پھوٹا۔ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمتہ نے آپ کے ذکر میں لکھا تھا:

’’ان سطروں کے لکھتے وقت مجھ کو یہ دھوکہ ہو رہا ہے کہ کیا میں خود ابن تیمیہ اور ابن قیم یا شمس الائمہ سرخسی اور امیہ بن عبدالعزیز اندلسی کے حالات تو نہیں لکھ رہا ہوں۔‘‘

بے شبہ آج ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، شمس الائمہ سرخسیؒ اور امیہ بن عبدالعزیز اندلسیؒ کی لافانی صفات کا مرقع اٹھ گیا۔ وہ اتنی دور چلا گیا کہ جو لوگ ان بستیوں میں چلے جاتے ہیں‘ پھر لوٹتے نہیں۔ اور جو پیچھے رونے کے لیے رہ جاتے ہیں۔ انہیں خود موت کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ ہم آج اشکبار چہروں کے ساتھ اس کی یاد میں دل کے پرچم جھکاتے ہیں۔

یہ ہندوستان ہی کا ماتم نہیں‘ ایشیا کا ماتم ہے، مسلمانوں کا ماتم ہے، اسلام کا ماتم ہے، علم کا ماتم ہے، عمل کا ماتم ہے۔

وقت کروٹیں لیتا رہے گا۔ انسان کتم عدم سے بساط ہستی پر جلوہ نما ہوتے رہیں گے، کائنات چلتی رہے گی، سورج معمول کے مطابق نکلے گا اور ڈوب جائے گا، آسمان ہر شام شفق کی گلگوں قبا پہنے گا، تاروں کی محفل سجتی رہے گی، چاند اپنے طلوع وغروب کے ضابطے پورے کرے گا۔ غرض مظاہر فطرت ازل سے ابد کی طرف اسی طرح قدم اٹھائے بڑھتے رہیں گے...... مگر...... جو سورج آج ڈوبا ہے، جو کائنات آج اجڑی ہے، جو ستارہ آج ٹوٹا ہے اور جو چاند آج چھپا ہے‘ وہ سورج پھر طلوع نہیں ہوگا، وہ کائنات ہمیشہ ویران رہے گی، اس ستارے کا دوبارہ ابھرنا ممکن نہیں اور وہ چاند آئندہ کبھی فلک کے دریچوں سے نہیں جھانکے گا۔

اس نے ہم کو پکارا، ہم نے صدا بصحرا سمجھا۔ اس نے ہم کو جھنجھوڑا‘ ہم نے ترک واعراض کی سنتوں کو تازہ کیا۔ اس نے اپنے دل کے خون سے ہمارے پیالوں کو لبریز کیا۔ ہم نے اس کے لیے زہر کا جام اٹھایا اور کہا ’’سقراط کے بعد یہ پیالہ اب تمہیں پینا ہوگا۔ وہ ہماری خزاں کو پکارتا رہا کہ اپنا دامن اس کی بہار سے بھر لے۔ لیکن ہم اس کی راہ میں کانٹے بچھاتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ زندگی ہی میں ایک مزار ہو گیا۔ وہ زندہ ضرور رہا‘ لیکن موت کے انتظار میں۔ آخر موت کے دروازے پر اس کی دستک کامیاب ہو گئی۔ اسے موت نہیں لے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

گئی۔وہ ہم سے روٹھ کر چلا گیا ہے کہ

وہ بت کدوں میں اذان دیتے دیتے تھک گیا تھا

مرحوم دہلی نے جہاں تاریخ کے اور بہت سے ورق اپنی گود میں لے رکھے ہیں' وہاں آج کی تاریخ کی یہ عظمت بھی اس کی گود میں دفن ہورہی ہے۔اور ہم عقیدت وارادت کی جبینیں جھکائے ہوئے زخمی دلوں کے ساتھ اس کی بارگاہ عظمت کو اپنے اشکبار چہروں کا سلام بھیجتے ہیں:

موجوں میں تلاطم برپا ہے سالار کے مارے جانے سے

(''چٹان''۔لاہور 22 فروری 1958ء)

حقائق ہستی

''اگر جسم میں روح بولتی اور لفظ میں معنی اُبھرتا ہے تو حقائق ہستی کے اجسام بھی اپنے اندر کوئی روحِ معنی رکھتے ہیں۔یہ حقیقت کہ معمۂ ہستی کے بے جان اور بے معنی جسم میں صرف اسی ایک حل سے روحِ معنی پیدا ہوسکتی ہے' ہمیں مجبور کردیتی کہ اس حل کو حل تسلیم کرلیں۔

اگر کوئی ارادہ اور مقصد پردے کے پیچھے نہیں ہے تو یہاں تاریکی کے سوا اور کچھ نہیں ہے لیکن ایک ارادہ اور مقصد کام کررہا ہے تو پھر جو کچھ بھی ہے۔روشنی ہی روشنی ہے' ہماری فطرت میں روشنی کی طلب ہے' ہم اندھیرے میں کھوئے جانے کی جگہ روشنی میں چلنے کی طلب رکھتے ہیں اور ہمیں یہاں روشنی کی راہ صرف اسی ایک حل سے مل سکتی ہے۔

فطرت کائنات میں ایک مکمل مثال (Pattern) کی نموداری ہے۔ایسی مثال جو عظیم بھی ہے اور جمالی (Aesthetics) بھی اس کی عظمت ہمیں مرعوب کرتی ہے۔اس کا جمال ہم میں محویت پیدا کرتا ہے۔پھر کیا ہم فرض کرلیں کہ فطرت کی یہ نمود بغیر کسی مدرک (Intelligent) قوت کے کام کررہی ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ فرض کرلیں مگر نہیں کرسکتے ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ایسا فرض کرلینا' ہماری دماغی خودکشی ہوگی۔''

(''غبارِ خاطر'' ابوالکلام آزادؒ)

عمر فاروق ہارڈ ویئر اینڈ مل سٹور

عمارتی وصنعتی سامان، ہارڈ ویئر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون:0641-462483

© rasailojaraid.com